أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

A short biography of

Hazrat Bandagi Miyan Abdur-Rasheed RZ

(Date of Martyrdom, 24th Ramazan, 980 H, Mau-Rubi, Gujarat, India)

Commences of Friday the 24th Ramazan, 1443, April 28th 2022

تذکرۂ مولفِ نقلیات حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

یہ جلیل القدر کتاب ایک متقی العصر مشہور بزرگ کی اہم یادگار ہے جن کی نسبت صاحبِ تاریخِ سلیمانی نے لکھا ہے کہ:-

بندگی میاں عبدالرشیدؓ بسیار دیندر عالی اقتدار و متقی العصر بودند و آبا و اجداد آنحضرت از مدتے طویل در بلده نہرواله اقامت داشتند از عمده مشایخ و اجلۂ ساداتِ علوی و از اولادِ امام محمد حنیف بودند و میاں عبد الرشیدؓ در علمِ کسبی و وہبی و در شغلِ مراقبه و مشاہده جید بودند و از حسنِ اوصافِ ستوده کردار و حمیده اخلاق الوالا نہال رطب اللسان بودند۔ وقتیکه میراں علیه السلام سعادت لزوم علی الراس العیون مصدقانِ نہر واله نبا دند ایشان نیز از ادراک اقبال ملازمتِ بندگانِ حضرت میراںؑ سرفراز شده بشرفِ کرامت تصدیق ممتاز شدند۔ اما از اتفاق صحبتِ میراںؑ صورت نه بقولے مہاجر اند۔

اما اصح آنست که در صحبتِ بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ اکبرؓ حصولِ فیض کرده اند و بروایتے تصدیقِ آنحضرت بودند (جلد سوم چمن 4 گلشن 9)

ترجمہ:- بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ عنہٗ بہت دیندار عالی اقتدار اور متقی العصر تھے۔ آپؓ کے آباو اجداد طویل عرصہ سے شہر نہر والہ (علاقہ گجرات) میں سکونت پذیر تھے۔ مشہور و معروف مشائقین سے تھے اور یہ ساداتِ علوی یعنی امام محمد حنیف کی اولاد سے ہیں۔ میاں عبد الرشیدؓ علمِ کسبی و وہبی اور شغلِ مراقبہ و مشاہدہ میں مشہور تھے۔ اور آپؓ کے اوصافِ ستودہ و اخلاقِ حمیدہ کی وجہ اہلِ نظر لوگ آپؓ کے مداح تھے جس زمانہ میں حضرت مہدی علیہ السلام وہاں تشریف لائے تو اُنھوں نے بھی تصدیق کا شرف حاصل کیا ہے۔ لیکن صحبت میں رہنے کا اتفاق نہ ہو سکا۔ ایک روایت یہ ہے کہ مہاجرؓ ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ اکبرؓ کی صحبت میں حصولِ فیض کیا ہے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ تصدیق بھی یہیں کی ہے۔ میاں سید فضل اللہؒ نے سنت الصالحین میں یہی آخری روایت بیان کی ہے۔ اِس کے علاوہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپؓ کے والد "اویس" نامی بزرگ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے بیعت کا شرف حاصل کیا ہے۔ (ممکن ہے کہ اپنے والدِ ماجد کے ساتھ اُنھوں نے بھی بیعت کی ہو)

حضرت بندگی میاں عبد الرشیدؓ کا صحابی ہونا

ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے میاں عبد الرشیدؓ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں اُس وقت حاضر تھے جب کہ آپؑ مانڈو میں تشریف فرماتھے چنانچہ روایت (284) کے آخری الفاظ یہ ہیں:-

بعد ازاں برائے ادائے نماز بکنارِ حوض رفتند و خلق اس مقدار دنبال شد که در شمار نیاید دراں روز ماہم وبعضی یاراں فہم کردند که قد مبارک که بالائے تمام خلق است چپ وراست ایستاده دیدند از ہریکے بالا یافتند۔

ترجمہ:- اِس کے بعد نماز ادا کرنے کے لیے حوض کے قریب تشریف لے گئے۔ لوگ اتنے زیادہ آپؑ کے پیچھے ہو گئے کہ شمار میں نہ آسکتے تھے۔ اِسی روز ہم نے اور بعض صحابہؓ نے سمجھا کہ قدِ مبارک تمام لوگوں میں بلند ہے۔ یہ روایت دعویٰ غیر موکد کے زمانہ کی ہے کیونکہ امامنا علیہ السلام نے مانڈو سے چاپانیر، برہان پور، دولت آباد، احمد نگر، بیدر، گلبرگہ، بیجاپور، چیتاپور، دابول بندر گاہ سے حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ واپسی میں دیو بندر سے احمد آباد،

پٹن، بڑلی پہنچے۔

یہاں آپؑ نے دعوئے موکد فرمایاہے۔ تاریخِ سلیمانی میں شہر نہروالہ علاقہ پٹن میں پہنچنے کے بعد میاں عبد الرشیدؓ کی بیعت کا ذکر ہے۔ سوانح مہدیٔ موعودؑ میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔

میاں عبد الرشیدؓ چونکہ نہروالہ کے باشندے تھے ممکن ہے کہ کسی وجہ سے مانڈو کو اُن کا جانا اُس وقت بھی ہوا ہو جب کہ امامنا علیہ السلام وہاں تشریف فرما تھے۔ اور یہ بعید از امکان اِس لیے نہیں ہے کہ مانڈو اور پٹن ایک ہی نواح کے علاقے ہیں۔ بہر حال اِن روایات سے امامنا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے اور تصدیق سے مشرف ہونے کا علم ہوتا ہے لیکن آپؑ کے ساتھ ہجرت کا موقع ملا یا نہیں اِس کا کوئی تفصیلی ثبوت نہیں ہے۔ صاحبِ تاریخِ سلیمانی نے صرف "بقولے مہاجر اند" لکھا ہے۔

اِس کے علاوہ نقلیاتِ میاں عبد الرشیدؓ میں امامنا علیہ السلام کے زمانۂ ہجرت کی بعض روایات ایسی ہیں جن پر نقل است، منقول است یا نیز کے الفاظ نہیں ہیں۔ اِس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ یہ خود مولف کی بلاواسطہ روایات ہیں۔ مثلاً

چند نمونے یہ ہیں۔

روزے حضرت میاں سید خوند میر رضی اللہ عنہ، معاملہ دیدند در حال حیات حضرت میراں علیہ السلام۔۔ الخ روایت 259۔

روزے حضرت میراں علیہ السلام دو کس علی الیقین فرمودند کہ شما را سیرِ ابراہیم است۔۔الخ روایت 260

روزے پیش حضرت میراں علیہ السلام مردِ جواں آسیب زدہ آوردند ۔۔ الخ روایت 277

روزے حضرت میراں علیہ السلام بیانِ فضلِ ولایتِ مصطفیٰ ﷺ میفرمودند ۔۔الخ روایت 258

یہ نوعیت انصاف نامہ میں نہیں پائی جاتی ہے۔ مولفِ انصاف نامہ نے "نقلست" یا "نیز" کے الفاظ ضرور استعمال کیے ہیں۔ نیز سے مراد اکثر "نیز نقل است" ہوتی ہے اور جہاں اپنے ذاتی معلومات بیان کرنا یا تنبیہ مقصود ہو تو "معلوم

باد"، "نیز معلوم باد" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور یہ معلومات ایک دو جگہ کے سوائے سب دورِ صحابہؓ سے متعلق ہیں۔ دونوں کتابوں کے اِس فرق سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حضرت میاں عبد الرشید رضی اللہ عنہ کو حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت و ہجرت میں رہنے کا موقع بھی ملا ہے جب ہی تو آپؓ نے نقل است وغیرہ الفاظ کے بغیر ذاتی معلومات کے طور پر امامنا علیہ السلام کے زمانۂ حیاتِ پاک کی بعض روایات بیان کی ہیں۔

اِس کے علاوہ انصاف نامہ میں ایک روایت میاں عبد الرشیدؓ سے بیان کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو انصاف نامہ باب (13) اِس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ آپؓ صحابیؓ ہیں کیونکہ مولفِ انصاف نامہ نے دیباچہ میں تمام روایات کو صحابہؓ کی روایات قرار دیا ہے۔ اگرچہ کہ بعض تابعیؒ کی روایات بھی اِس میں داخل ہیں لیکن کسی تابعی کے نام پر رضی اللہ عنہ یا ؓ کا اشارہ نہیں ہے۔ البتہ بعض نسخوں میں میاں عبد الرشیدؓ کے نام پر یہ اشارہ پایا جاتا ہے اور حال کے مطبوعہ انصاف نامہ میں بھی یہ اشارہ موجود ہے جو صحابیؓ ہونے کی معمول بہ علامت ہے۔

اور جناب فقیر خوب میاں صاحب پالن پوری نے عرس نامہ میں حضرت میاں عبد الرشیدؓ کے نام پر حسبِ ذیل حاشیہ لکھا ہے:-

مولفِ نقلیات المشہور بہ نقلیاتِ بندگی میاں عبد الرشیدؓ آپ صحابیٔ مہدیؑ ہونے کی وجہ سے بہت سی باتیں آنکھوں سے دیکھ کر اور کئی باتیں سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے سن کر قلمبند کی ہیں۔ انصاف نامہ میں کئی نقلیں اِس کتاب سے اور کئی نقلیں بندگی میاں ملک جیؓ مہری کی بیاض سے لے کر داخل کی گئی ہیں۔ (عرس نامہ مطبوعہ صفحہ (103)۔ نیز سراجِ منیر میں بندگی میاں شیخ مصطفیٰؒ گجراتی پر اُنھوں نے جو حاشیہ لکھا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں:- والد کا نام عالم صوری و معنوی بندگی میاں عبد الرشید صحابیؓ ہے۔ آپؓ حضرت سید محمد حنیف بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔۔۔ الخ (سراجِ منیر صفحہ (92)

اِس کے علاوہ ہم نے بعض مشایخین علماء سے بھی اِس بارے میں گفتگو کی۔ جنھوں نے اپنے مرشدوں کی سمع کی رُو سے بھی صحابیؓ ہونا بیان کیا۔ اِس سے ظاہر ہے کہ آپؓ قوم میں زیادہ تر بحیثیتِ صحابیؓ مشہور ہیں۔

حضرت شاہِ قاسم مجتہدِ گروہؒ نے آسامی مصدقین میں فضیلتِ افضل القوم میں میاں عبد الرشیدؓ کا مختصر تذکرہ کیا

ہے۔

میاں عبد الرشیدؓ عالم ، عامل ، صالح ، کامل از شاہیر علمائے عصر خویش بودند بر ثبوت مہدیت رسالہ نوشتہ اند بعضی منقولات حضرت امام علیہ السلام نیز جمع کردہ اند ۔۔۔ از دستِ ظالماں با چند مرد ماں دیگر شربتِ شہادت چشیدند۔(اسامی مصدقین)

ترجمہ:- میاں عبد الرشیدؓ اپنے زمانہ کے مشہور عالمِ عمل اور صالحِ کامل تھے۔ اثبات مہدیت میں ایک رسالہ لکھا ہے ۔امام علیہ السلام کے کچھ منقولات جمع کیے ہیں۔۔ ظالموں کے ہاتھوں سے مع چند آدمیوں کے آپؓ نے شہادت پائی ہے۔ لیکن اِس عبارت میں صحابیؓ ہونے یا نہ ہونے پر دلالت کرنے والا کوئی نہیں ہے صرف شہادت کا اور اُن کی دو کتابوں کا تذکرہ ہے۔ ایک ثبوتِ مہدیت میں اور ایک نقلیاتِ مبارکہ کے بارے میں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہجرت و اخراج اور بے سر و سامانی کی وجہ مہدویہ بزرگوں کی تاریخ نہایت ہی محدود رہی۔ ہزارہا پاکانِ خدا کے نام تک درج نہیں۔ بعض صحابہؓ کے صرف نام ملتے ہیں۔ اور چند ہی کے حالات کچھ کچھ پائے جاتے ہیں۔ بہت جستجو کے باوجود خاطر خواہ معلومات حاصل نہ ہو سکے۔ تاریخِ سلیمانی میں میاں عبد الرشیدؓ کا وصال 979ھ ہجری یا 980ھ ہجری ہی میں بتلایا گیا ہے۔ یعنی امامنا علیہ السلام کے چوہتر (74) سال بعد آپؓ کی شہادت ہوئی ہے۔ اِس پر سے بعض لوگ یہ شبہ کرتے پائے گئے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں یہ کم سن ہوں گے۔ اِس لیے صحابیؓ نہیں ہو سکتے۔ ۔۔ اِس قیاس کے مقابلہ میں یہ قیاس واجب التسلیم ہو سکتا ہے کہ اگر آپؓ کی عمر نود (90) یا پچانوے (95) سال کی ہوئی ہو اور یہ عمر عجیب و نادر الوقوع نہیں ہے۔ اِس لیے مہدیٔ موعودؑ کی وفات کے وقت اٹھارہ (18) یا تیس (23) سال کے تھے اور حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہٗ بھی پچیس (25) سال کے اور آپؓ کے سوائے اور بھی کم عمر صحابہؓ موجود تھے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی پہلی صدی کے آخر تک صحابہؓ موجود مکہ معظمہ کے آخری صحابی حضرت ابو الطفیلؓ عامر بن واثلہ ہیں جنھوں نے 100ھ ہجری میں وفات پائی۔ اِس کے علاوہ محض کمسن ہونا مہدیٔ موعودؑ کی نظرِ کیمیا اثر کے مانع اعجاز بھی نہیں ہو سکتا۔ حضرت بندگی میاں سید عبد الحیٔ روشن منور رضی اللہ عنہٗ، فرزندِ حضرت بندگی میاں سید محمود ثانیٔ مہدی رضی اللہ عنہٗ کی اعجاز نما نظیر موجود ہے کہ چھ (6) ماہ کی عمر میں آپؓ نے تربیت کا شرف حاصل کیا تھا۔ اور سلسلۂ مریدی میں اپنا سلسلۂ تربیت حضرت مہدی علیہ السلام سے

قائم فرمایا تھا۔ احقر کے مرشدین کا سلسلۂ مریدی حضرت ہی سے وابستہ ہے۔ قوم میں اِس سلسلہ کے اور بھی خانوادے ہیں۔ جناب فقیر خوب میاں صاحب پالن پوری مرحوم نے "سراجِ منیر" میں لکھا ہے کہ "سیدنا مہدی علیہ السلام کی بشارت کی برکت سے آپ پر اسرارِ الٰہی کا انکشاف ہونے لگا اور آپ کا شمار صحابہؓ میں ہو گیا۔۔ حالانکہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی عمرِ شریف صرف چھ (6) مہینے کی تھی۔

(سراجِ منیر صفحہ 89)

منور دینؒ کی یہ خصوصیت مستثنیات سے ہے جس کے بارے میں شبہ کرنا نہ صرف منور دینؒ سے بدعقیدگی ہو گی بلکہ خود حضرت مہدی علیہ السلام کی وہبی استعداد و قوتِ اعجاز میں بھی شبہ لازم آئے گا جو شانِ مومن کے صریح مغائر ہے۔ کیوں کہ اگر آپ کو صحابیؓ ہونے کا شرف حاصل نہ ہوتا تو آپؒ اپنا سلسلۂ بیعت حضرت مہدی علیہ السلام سے راست قائم نہ فرماتے۔! اور آپؒ کا یہ عمل نَعُوْذُبِاللّٰه اگر صحیح نہ ہوتا تو آپ کے جلیل القدر معاصرینِ کرامؒ اِس کو رَوا نہ رکھتے!!!

اِس بحث کے قطع نظر جب تک حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؒ کی تاریخِ ولادت صحیح طور پر معلوم نہ ہو جائے یہ بتلانا مشکل ہے کہ امامنا علیہ السلام کے زمانۂ حیات میں اُن کی عمر کیا تھی؟!! البتہ صاحبِ تاریخِ سلیمانی نے لکھا ہے کہ:- "عمرِ طبعی یافته اند" یعنی عمرِ طبعی پائی ہے۔ صاحبِ تاریخ نے اپنی دانست میں جس روایت کو زیادہ صحیح قرار دیا وہ یہ ہے کہ:- "میاں عبدالرشیدؒ کو حضرت مہدی علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور فیضِ صحبت کا شرف حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے حاصل ہوا ہے۔"

مولفِ "سوانحِ مہدیٔ موعودؑ" نے بھی یہی مضمون لکھا ہے اور اسلامی مصدقین کے حاشیہ میں استادنا مولانا فقیر سید محمود صاحب اہلِ دائرۂ نونے بھی یہی بیان درج فرمایا ہے۔۔۔ تاریخی مواد کی عدم دستیابی میں اگر اِس روایت ہی کو صحیح مان لیا جائے اور اِس لحاظ سے آپؒ کو صحابیؓ قرار دینے میں تامل ہو تو اِس صورت میں بھی شرفِ بیعت بہر حال مسلم ہو جاتا ہے۔۔ اور مولفِ انصاف نامہ حضرت میاں ولی جی رحمتہ اللہ علیہ بھی تابعی ہیں لیکن امامنا علیہ السلام سے راست شرفِ بیعت حاصل نہیں۔۔۔ نیز یہ فرق بھی قابلِ لحاظ ہے کہ حضرت میاں عبدالرشیدؒ کے نام پر

رضی اللہ عنہٗ یا ؓ کا اشارہ قومی کتابوں میں اکثر پایا جاتا ہے لیکن موخر الذکر نام پر کہیں نہیں پایا جاتا۔ صرف رحمتہ اللہ علیہ یا ؒ کا اشارہ لکھنے کی عادت پائی جاتی ہے۔

حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؓ کی خصوصیات و شہادت

میاں عبدالرشیدؓ اور اُن کے فرزند میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ کی فضیلت میں ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب کبھی میاں عبدالرشیدؓ حضرت صدیقِ ولایتؓ کے پاس جاتے حضرتؓ اُن کی بہت تعظیم و تکریم فرمایا کرتے تھے۔ بعض نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ اُن کی پیشانی میں ایک نور نظر آتا ہے جس سے آئندہ دینِ مہدیؑ کی خدمت کا ظہور ہوگا۔ (تاریخِ حسینی) تاریخِ سلیمانی میں جو روایت ہے اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

" میاں عبدالرشیدؓ کی اہلیہ محترمہ ایک روز بغرضِ قدم بوسی حضرت صدیقِ ولایتؓ کی خدمت میں آئیں تو حضرتؓ نے خاتونِ موصوفہ کی بہت عزت فرمائی۔ حاضرین نے اِس قدر عزت و اکرام کا سبب دریافت کیا۔ حضرتؓ نے فرمایا کہ اِس بی بی کے بطن سے نہایت دیندار لڑکا پیدا ہوگا جس کے ذریعہ نادر واقعات ظہور میں آئیں گے "۔۔۔

مذکور الصدر دونوں روایتیں میاں شیخ مصطفیٰؒ کے تولد کی بشارت سے متعلق ہیں جو پوری پوری صادق آئیں۔ اِس کی تفصیل تواریخِ مہدویہ وغیرہ مہدویہ میں موجود ہے۔ میاں عبدالرشیدؓ کو حضرت صدیقِ ولایتؓ سے بلکہ آپؓ کے فرزندوں سے بھی بہت عقیدت و محبت رہی ہے۔ چنانچہ صاحب تاریخِ سلیمانیؒ نے لکھا ہے کہ:-

" اما مقلد خاص و طالب با اختصاص امیرِ کبیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ اند و از فرزندان میاں عقیدت کمالِ صداقت بسیار می داشتند، و عمرِ طبعی یافته اند۔ (جلد (3) چمن (4) گلشن (9)

ترجمہ:- امیر کبیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے خاص مقلد اور مخصوص طالب تھے۔ اور فرزندانِ میاں سے بھی کمالِ صداقت کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے اور عمرِ طبعی پائی ہے۔

قومی کتابوں میں میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہٗ کی شہادت کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت اکبر بادشاہ نے گجرات کی تسخیر کا ارادہ کیا پوری مملکت میں تھلکہ مچ گیا۔ لوگ گھر و کاروبار چھوڑ کر جانے لگے تو

میاں عبد الرشیدؒ مع فرزند میاں مصطفیٰؒ و اہل و عیال و مع فقرائے دائرہ قلعہ موربی میں جو علم خاں دساڑیہ کی جاگیر تھی چلے آئے۔۔۔۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ علم خاں کے حقیقی بھائی ملک مچھن، میاں مصطفیٰؒ کے خسر تھے اِن حضرات کا دائرہ اُن دِنوں وہیں قائم تھا۔ اکبر بادشاہ نے شہر نہروالہ فتح کرنے کے بعد چند دن قیام کیا۔ شیخ طاہر پٹنی جو مناظرے میں میاں مصطفیٰؒ سے کئی بار شکست کھا کر روپوش ہو گیا تھا اِس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اکبر کے دربار میں شکایت پیش کی۔ غلط واقعات باور کرائے اور دیگر علماء نے بھی اِس کی ہم زبانی کی۔ درباری علماء عبد النبی صدر الصدور و مفتی و قاضی یعقوب پٹنی وغیرہ نے اِس شکایت پر زور دینے اور رنگ بھرنے میں کافی حصہ لیا۔ بادشاہ نے جماعتِ مہدویہ کے ایک جید عالم کو طلب کرنے کا حکم دیا تاکہ عقاید و اعمال کی تحقیق کی جائے۔

علماء نے میاں شیخ مصطفیٰؒ کی نشاندہی کی اور بادشاہ کو طیش دلایا کہ فوج کے سپاہی اگرچہ پوری جرأت و مردانگی سے کام کریں گے تب بھی اندیشہ ہے کہ ہاتھ آئے یا نہ آئے۔ فوج کو خصوصی احکام دیئے گئے اور مغل سپاہ سالار امین سنجر کی سرکردگی میں فوج نے قلعہ موربی اور اطراف و جوانب کا محاصرہ کر لیا۔ سپاہ سالار نے ہتیار طلب کیے۔ میاں شیخ مصطفیٰؒ نے حوالے کر دیئے اُن کو قید کر لیا گیا۔ میاں عبد الرشیدؒ نے ہتیار دینے سے انکار کیا۔ اور ایسے اسباب پیش آ گئے کہ مقابلہ ناگزیر ہو گیا۔ آپ کے ساتھ دس (10) نفوسِ مطہرہ تھے۔ اِس چھوٹی سی جماعت سے طاقتور کثیر فوج کی نبرد آزمائی ہوئی۔ بہت کچھ خونریزی کے بعد میاں عبد الرشیدؒ مع رفقاء بحالتِ روزہ شہید ہو گئے۔ شہادت کے وقت زخموں کے خون سے اپنی داڑھی رنگ رہے تھے اور خدا کا شکر ادا کر رہے تھے۔

تاریخ شہادت 24/ رمضان 979ھ ہجری یا 980ھ ہے۔ اسمائے شہداء یہ ہیں:-

میاں عبد الرشیدؒ، میاں عماد الدینؒ، میاں شاکرؒ، میاں عثمانؒ، میاں عیسیٰؒ، میاں موسیٰؒ، میاں چاندؒ، میاں محمودؒ افغانی، میاں رجبؒ، میاں ناصرؒ۔

ایک روایت یہ ہے کہ میاں عماد الدینؒ و میاں محمودؒ افغانی کو 26/ تاریخ دوگانہ لیلتہ القدر کے دن شہید کیا گیا۔ سب شہداء موضع موربی میں دائرہ کے قریب مدفون ہیں۔ نور اللہ مضجعھم

ظاہر ہے کہ بادشاہِ وقت کا حکم نامہ صرف میاں مصطفیٰؒ کی طلبی کے لیے بحیثیتِ جید عالم مخصوص تھا تا کہ مذہبی عقائد و اعمال کی تحقیق کی جائے۔ اور میاں شیخ مصطفیٰؒ نے حکم نامہ کو قبول کر لیا ہتیار حوالے کر دیئے، خود پیش ہو گئے لیکن ظالم فوجی افسر نے پہلا ظلم یہ کیا کہ ایک شکست خوردہ مجرم قیدی کی طرح آپؒ کو جکڑوا دیا حکم نامہ سے متجاوز دوسرا صریح ظلم یہ کیا کہ آپؒ کے ضعیف العمر والد اور اُن کی صحبت میں رہنے والے فقرائے دائرہ کو بھی مغلوب کر کے قید کر لینا چاہا۔۔۔ حضرت میاں عبد الرشیدؒ کو اِس سے پہلے بھی گرفتاری کا سابقہ ہوا تھا۔ مذہب چھوڑ دینے اور مہدیٔ موعودؑ کا انکار کرنے کے لیے بہت مجبور کیا گیا اور سخت تکالیف پہنچائی گئیں۔ آخر آپؒ کو رہا کر دیا گیا۔ لیکن ساتھ ہی عوام میں یہ شہرت بھی دے دی گئی تھی کہ مذہب سے توبہ اور بانیٔ مذہب سے اِنکار کی وجہ رہا کر دیا گیا ہے۔ یہ سن کر آپؒ کو بے حد صدمہ ہوا چونکہ ظالموں کے نرغہ میں تھے اپنی صفائی میں بجز خدائے تعالیٰ کے کوئی گواہ نہ تھا۔ آپؒ نے اِس وقت علی الاعلان عہد کیا تھا کہ پھر کبھی گرفتاری کا موقع آئے تو بندہ اپنی داڑھی کو خون سے رنگ کر اپنی صداقتِ مہدویت کا ثبوت دے گا۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہِ دلاور رضی اللہ عنہٗ نے یہ مشورہ دیا تھا۔

غرض آپؒ اور آپؒ کی صحبت میں رہنے والوں نے اِسی لیے مقادمت کی اور شاہی حکم نامہ سے متجاوز ظلم کی مقدور بھر مدافعت کرتے ہوئے سنتِ شہداء کی پیروی میں اپنی جانیں قربان کر دیں اور اِس کے سوائے چارہ بھی نہ تھا کیونکہ حکومت میں کہیں اور کبھی انصاف ہوتا نظر نہ آیا۔ چھوٹے سے چھوٹے بڑے سے بڑے عہدہ دار، مہدویوں کے درپۓ آزار تھے کیونکہ حکومت قاضیوں اور علماء کے زیرِ اثر تھی۔۔۔ حالانکہ مہدوی، اِقتدار پر غلبہ پانے کے کبھی متمنی نہ رہے۔ سیاسی اِقتدار سے کوئی سروکار نہ رہا بلکہ وفادار شہری کی حیثیت سے ہر حکومت کے دور میں اپنی اپنی صلاحیتوں کے جوہر سے امن و امان قائم رکھنے میں گرانقدر مدد دیتے رہے اور مذہب یا مقتدایانِ مذہب اُن کی اِس خدمت میں حائل بھی نہ تھے۔ اِس کے علاوہ مذہب، ہر عاقل و بالغ کا خود اختیاری مسئلہ ہے۔ اِس کے خلاف کسی قسم کا جبر و تشدد کسی مذہب میں بھی روا نہیں۔۔ مگر افسوس کہ رحمتہ اللعالمین کے اعلیٰ ترین مذہب کی نام لیوا جماعت نے اِقتدار و حکومت کے نشہ میں وہ بے رحمیاں کی ہیں جن کو تاریخ قیامت تک رسوا کرتی رہے گی۔ غرض

میاں عبد الرشیدؓ اور اُن کے ساتھیوں کی شہادت کے بعد فوجیوں نے میاں مصطفیٰؒ کو مع ذکور و اناث و اطفال قید کرلیا۔ گھر اور دائرہ کا سامان لوٹ لیا۔ تاراج کر دیا۔ سب کو فوجی حراست میں رکھا گیا اور میاں شیخ مصطفیٰؒ کے گلے میں طوق، پیر میں بیڑی ڈال کر احمد آباد لایا گیا۔ اِس کے بعد اُن پر جو کچھ گذری اور دربارِ شاہی میں علماء نے مناظرہ کے وقت جو ذلتیں اٹھائیں اور بادشاہ کے غیاب میں محض حکومت کی رعونت کے تحت جو ناروا مظالم ڈھائے گئے اُن سب کی تفصیلات کا یہ محل نہیں۔ اِس کے لیے کتبِ تواریخ اور خود میاں شیخ مصطفیٰؒ کی نوشتہ مجالسِ مناظرہ کا مطالعہ کرنا چاہیے اور مولوی حافظ محمود شیرانی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے "اورینٹل کالج میگزین" صفحہ 63، صفحہ 64 میں "دائرہ کے مہدویوں کا اردو ادب کی تعمیر میں حصہ "کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا جس میں اِن مظالم کا نقشہ جن الفاظ میں اُنھوں نے نمایاں کیا ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔ حالانکہ پروفیسر موصوف مہدوی نہیں ہیں۔

غرض حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی دی ہوئی بشارت پوری پوری صادق آئی۔ حاصلِ کلام یہ کہ حضرت میاں عبد الرشیدؓ علم و عمل زہد و تقویٰ میں ممتاز اور حضرت صدیقِ ولایت کے منظورِ نظر تھے۔ اور ایسے عادل تھے کہ جنھیں عدالت کی تمام خصوصیات ودیعت تھیں۔ اِسی لیے حضرت شاہِ قاسم مجتہدِ گروہؒ نے "عالم، عامل، صالح، کامل" لکھا ہے۔۔ علماء پر مخفی نہیں کہ لفظِ "عدالت" کو جور و ظلم کے مقابلہ میں لایا جائے تو یہ لفظ "انصاف" کی مراد ہوتا ہے۔ فسق و فجور کے مقابلہ میں استعمال کیا جائے تو صرف انبیاء و ملائکہ کے ساتھ مخصوص ہو جاتا ہے جب یہ لفظ گناہوں سے محفوظ رہنے پر دلالت کرتا ہے تو معصوم عن الخطا و محفوظ عن الخطا دونوں پر حاوی ہوتا ہے۔ عصمت، ملکہِ فطری و وہبی ہے اور حفظ عین العصیان، ملکہِ کسبی۔ اِسی لیے انبیاء کو معصوم اور اولیاء کو محفوظ کہا جاتا ہے۔ اور موضوعِ حدیث میں عدالت کے معنی روایتِ حدیث میں جھوٹ سے بچنے کے بھی ہوتے ہیں اِس معنی میں عادل اِس شخص کو کہیں گے جو روایتِ حدیث میں دروغ بیانی نہ کرتا ہو۔

حضرت میاں عبد الرشیدؓ کی ذات میں ایک عصمت عن الخطا کے سوائے لفظِ عدالت کے مفہومات، انصاف، تقویٰ، حفظ عن الخطا، صداقت سب بدرجہٗ اتم موجود تھے۔ اِس لیے آپؓ کے عادل ہونے میں کسی مہدوی کو کلام نہیں۔

اِسی لیے آپؓ کی کتاب جو فرامینِ مہدی علیہ السلام پر مشتمل اور قوم میں مستند و متداول ہے اور طبقہ اولیٰ یعنی

حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد بالکل قریب کے زمانہ کی ہے پیش کی جارہی ہے۔واللہ الموفق و المعین۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعاء گو ہیں کہ اللہ ہمیں "نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشیدؓ مع ترجمہ وتوضیحات" کا بغور مطالعہ کرنے کی اور اُس پر صِدقِ دل سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مولفؓ اور مترجمؒ حضراتِ مکرم مرحومین کو اپنے دیدار میں رکھے اور اِس شاہکار کارہائے نمایاں کا ثوابِ جاریہ جزائے جزیل کی صورت میں قیامت تک جاری رکھے اور ناظرینِ کرام کو بھی اِس تاریخی کتاب کو جو کہ اثاثۂ قومِ مہدویہ ہے کی اہمیت اور اِفادیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِینْ ثُمَّہ آمِینْ یَا رَبَّ الْعَالَمِینْ!وَ آخِرُالدَّعوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینْ

(ماخوذ از کتاب)

"نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشیدؓ مع ترجمہ وتوضیحات"

از فاضل العصر اسعد العلماء فقیر ابو سعید سید محمود تشریف اللّٰہی رحمتہ اللہ علیہ

تحریر کردہ: فقیر ابو الفیض سید سعید الحق شاہین؎ تشریف اللّٰہی ابنِ علامہؒ

پیش کردہ: "فیضانِ مہدی علیہ السلام گروپ"